REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

جلد ۴۹/۱۴ ۱۶ فتح ۱۳۳۹ ھش - ۱۶ دسمبر ۱۹۶۰ء نمبر ۲۹۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت

کے متعلق

تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ ۱۵ دسمبر بوقت دس بجے صبح

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفائے کامل و عاجل کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

"تصفیہ کشمیر کے بغیر ایشیائی ملکوں میں امن قائم نہیں ہو سکتا"

"بھارت اپنی فوجیں ہٹا کر ایک ارب بیس کروڑ روپے سالانہ کے فوجی اخراجات بچا سکتا ہے"

(صدر ایوب)

ٹوکیو ۱۵ دسمبر۔ صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے کل یہاں ایشیا کے ہمسایہ ملکوں کے درمیان امن و آشتی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ جب تک دنیا کے انتہائی دشوار گزار علاقہ (کشمیر) میں ۵۰۰ میل سرحد پر بھارت اور پاکستان کی فوجیں بالمقابل کھڑی ہیں اس وقت تک دونوں ملکوں میں امن قائم نہیں ہو سکتا — فیلڈ مارشل محمد ایوب خان ٹوکیو کے غیر ملکی نامہ نگاروں کی انجمن اور جاپان کی نیشنل پریس کلب کے زیر اہتمام دوپہر کے کھانے کی دعوت پر اخباری نمائندوں کے سوالات کا جواب دے رہے تھے۔ صدر ایوب نے کہا کہ جب تک بھارت و پاکستان اور بھارت و چین جیسے ہمسایہ ملکوں کے درمیان جھگڑے موجود ہیں۔ اس وقت تک ایشیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ایشیا کے ملکوں کی بنیادی ضرورت امن درحقیقت ہے تاکہ اس کے لوگ معقول میعار زندگی حاصل کر سکیں مگر یہ امر افسوسناک ہے کہ ایشیائی اقوام کے درمیان امن و آشتی مفقود ہے۔

صدر ایوب سے استفسار کیا گیا کہ پاکستان اور بھارت کے باہمی جھگڑوں کے تصفیہ کے کیا امکانات ہیں۔ اس پر آپ نے کہا امکانات کا انحصار اس بات پر ہے کہ دونوں ملک تصفیے کے کتنے خواہشمند ہیں۔ پاکستان بھارت کے ساتھ امن و دوستی کا متمنی ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے انتہائی جدوجہد کی ہے۔ لیکن پاکستان اور بھارت کے درمیان اس وقت تک پائیدار امن قائم نہیں ہو سکتا جب تک کہ دنیا کے انتہائی دشوار گزار علاقہ میں پانچ سو میل لمبی سرحد پر دونوں کی فوجیں ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑی ہیں۔ رہی یہ بات کہ اگر بھارت اس وقت یہ مسئلہ طے کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ آئندہ بھی تصفیے کی خاطر اپنا نقطہ نظر تبدیل نہیں کرے گا۔ صدر ایوب نے کہا بھارت اور پاکستان کے باہمی تنازعات کے تصفیے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ پاکستان کی سرحد کے ساتھ فوجی اقدامات کے اخراجات میں ۵۰ فیصدی کمی کر سکے گا۔ دوسرے لفظوں میں وہ سرحدوں سے فوجیں ہٹا کر ایک ارب ۲۰ کروڑ روپے کی بچت کر سکتا ہے۔ بھارت کے چین کے ساتھ تنازعہ اور ملکی ترقی کی ضروریات کے پیش نظر یہ رقم کوئی معمولی نہیں — صدر ایوب سے کہا گیا کہ وہ پاکستان میں مارشل لاء قائم رکھنے کی وضاحت کریں۔ اس پر صدر ایوب نے کہا قریباً ایک سال تک نیا آئین نافذ ہونے کے بعد مارشل لاء ہٹا لیا جائے گا۔ تاہم یہ مختلف قسم کا مارشل لاء ہے۔ جسے مفید اصلاحات کی پشت پناہی کے لئے جاری رکھا جا رہا ہے۔ مارشل لاء محض اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ سول اداروں کو اچھی طرح کام کرنے میں مدد ملے۔

آبنائے باسفورس میں دو تیل بردار جہازوں میں تصادم سے آگ بھڑک اٹھی

آگ کے شعلوں نے ایک تیسرے جہاز کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ۴۹ افراد ہلاک

استنبول ۱۵ دسمبر۔ کل صبح آبنائے باسفورس میں دو تیل بردار ٹینکوں میں تصادم کے بعد آگ لگ گئی۔ آگ کے شعلوں سے ایک تیسرے تیل بردار جہاز کو بھی آگ لگ گئی۔ اس حادثے میں کم از کم انچاس ۴۹ افراد ہلاک یا لاپتہ ہو گئے ہیں۔ جن دو تیل بردار جہازوں میں پہلے تصادم ہوا۔ ان میں سے ایک ۲۵ ہزار ٹن وزنی یوگوسلاوی جہاز "پیٹر زورانک" اور دوسرا سترہ ہزار ٹن وزنی یونانی جہاز "ورلڈ ہارمنی" تھا۔ تیسرا جہاز جو دھماکہ کے بعد آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آگیا۔ وہ ترک تیل بردار "تارتوت" تھا اور پہلے دو جہازوں کے قریب سے گزر رہا تھا۔

روس کا ۹۲ واں ویٹو

اقوام متحدہ ۱۵ دسمبر۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں کانگو کے مسئلہ پر بحران پیدا ہو گیا ہے۔ کونسل میں دو قرار دادیں پیش تھیں۔ ان میں سے ایک روس کے ۹۲ حق تنسیخ کی نذر ہو گئی۔ اور دوسری مسترد کر دی گئی۔

زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے ۲۵ لاکھ کے قرضے

لاہور ۱۵ دسمبر۔ زرعی ترقی کے قرضے دینے کی زرعی مالیاتی کارپوریشن نے دونوں صوبوں میں زرعی پیداوار میں اضافہ کے پروگرام کو کامیاب بنانے کی غرض سے ۲۵ لاکھ روپے منظور کئے ہیں۔

حکومت حبشہ کا تختہ الٹ دیا گیا

لندن ۱۵ دسمبر۔ اطلاع ملی ہے کہ کل ایتھوپیا (حبشہ) کی حکومت کا تختہ الٹ کر ولیعہد شہزادہ آسیہ واسن کو حراست میں لے لیا گیا۔ شاہ ہیل سلاسی ان دنوں برازیل کا دورہ کر رہے ہیں۔ انہیں اس صورت حال سے مطلع کر دیا گیا ہے۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حکومت کا تختہ الٹنے والوں نے کن مقاصد کے پیش نظر یہ کارروائی کی ہے۔

ربوہ میں نماز استسقاء

۱۷ دسمبر بروز ہفتہ ۱۱ بجے قبل دوپہر ادا کی جائیگی

چونکہ ایک لمبے عرصہ سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلوں کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے اور خشک سالی کی وجہ سے بیماریوں کے پیدا ہونے کا بھی بہت خدشہ ہے۔ اس لئے تجویز کی گئی ہے کہ ربوہ میں نماز استسقاء ادا کی جائے۔ اور اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے رحم اور فضل کی بارش کے لئے دعا کی جائے۔

یہ نماز انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ کے روز بتاریخ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۰ء بوقت ۱۱ بجے قبل دوپہر دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے میدان میں باقتدا مولانا جلال الدین صاحب شمس ادا کی جائے گی۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس نماز میں بکثرت شامل ہوں۔ چٹائیوں کا حتی الوسع انتظام کیا جائیگا تاہم احباب اپنے طور پر جا نماز اور چادر وغیرہ لیتے آئیں۔ تو سہولت کا موجب ہوگا۔ صدران حلقہ جات مساجد میں اچھی طرح سے اعلان فرمائیں۔ تا تمام دوستوں تک یہ اعلان پہنچ جائے۔

(قائمقام صدر عمومی مقامی جماعت احمدیہ ربوہ)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ر دسمبر ۶۰ء

اسلام کے خلاف الزام کا جواب عمل سے دیں

عیسائی پادریوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں نے اسلام پر یہ الزام بڑے زور شور سے لگایا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اگرچہ آج کل کے بعض انصاف پسند عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس کی تردید کی ہے تاہم کسی نہ کسی حد تک ابھی امریکہ یورپ اور بھارت میں اسلام پر یہ اعتراض کئے جاتے ہیں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ نے تمام دنیا میں اس اعتراض کو غلط ثابت کرنے کے لئے بڑا جہاد کیا ہے۔ جماعت احمدیہ کے علاوہ بھی بعض مسلمان اکابر نے انفرادی طور پر اس اعتراض کا رد کیا ہے۔ اور آج کل اکثر مسلمان اس اعتراض کی حقیقت کھولنے کی کوشش کر رہے ہیں تاہم بانی سلسلہ احمدیہ وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اس اعتراض کی پُرزور تردید کی ہے اور ایک ایسی جماعت کھڑی کی ہے جو منظم طور پر اسلام کے منور چہرے سے متعصب لوگوں کے اس غبار کو ہٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور آنحضرت صلعم کی سیرت کو پیش کر کے ساری دنیا پر واضح کر رہی ہے کہ اس سیرت کا انسان کس طرح اپنا مذہب جبراً پھیلانے کی اجازت دے سکتا ہے اور خود قرآن کریم اور احادیث میں جو تعلیمات اسلام درج ہیں ان سے کس طرح یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اسلام پھیلانے کے لئے تلوار استعمال کی جا سکتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ متعصب اور مخالف غیر مسلموں نے بعض انفرادی واقعات کو لے کر جن کا تعلق قطعاً اسلامی تعلیمات سے نہیں بلکہ جن کا تعلق جاہلیت سے ہے اسلام پر یہ الزام تھوپنے کی کوشش کی ہے۔ اور اسکے متعلق اتنا پراپیگنڈا کیا ہے کہ اب یورپ اور دیگر غیر مسلموں کو حقیقت حال سے واقف کرانے کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ آئے دن امریکہ اور یورپ میں بعض رسائل اخبارات اور کتب شائع ہوتی رہتی ہیں جن میں اس اعتراض کو دہرایا جاتا ہے۔ اسکے پیچھے بدنیتی کام کر رہی ہوتی ہے تاہم اکثر صورتوں میں اسلامی تعلیمات اور آنحضرت صلعم کی سیرت سے ناواقفیت کی وجہ سے بھی ایسا ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات جو اتنی نپی تلی معتدل اور قرین عقل ہیں ان سے دنیا بڑی حد تک دشمنان اسلام کے اسی پراپگنڈا کی وجہ سے محروم رہی جاتی ہے کہ اسلام میں ذاتی خوبی تو کوئی نہیں ہے۔ بلکہ اس کو تلوار کی نوک سے پھیلایا گیا ہے۔ دشمنوں کو ایسا موقع اسلئے ملا ہے کہ اول تو مسلمان اقوام کی جو تاریخ اب تک لکھی گئی ہے وہ صرف سیاسی فتوحات کے متعلق ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلعم کی سیرت میں بھی غزوات کو پہلا مقام دیا جاتا ہے اور اسلامی تعلیمات کو محض ضمنی طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ کے عہد کی تاریخ مذہبی اور روحانی تعلیمات کی روشنی میں لکھی جائے اور ان واقعات کو اجاگر کیا جائے جو ان تعلیمات کی مثالیں پیش کریں۔

ہمیں چاہیئے کہ اولین صحابہ کرامؓ کے اسلام لانے کے واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے اور ان کی روحانی اور دینی وضاحت کی جائے مثلاً حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے اسلام لانے کے واقعات لکھے جائیں اسی طرح دیگر صحابہ کرامؓ کے اسلام لانے کے واقعات بیان کئے جائیں۔ مثال کے طور پر ہم ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ سے جو آپ نے ۱۶ ستمبر ۱۹۴۹ء کو مسجد احمدیہ لاہور میں فرمایا اور جو الفضل ۱۴ دسمبر ۶۰ء میں شائع ہوا ہے حضرت عکرمہؓ کے ایمان لانے کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔

فھو ھذا:۔

"حضرت عکرمہؓ ابوجہل کے بیٹے تھے ابوجہل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ نرینہ اولاد نہ ہونے کا طعنہ دینے والا تھا جیسے پنجابی میں کہا کرتے ہیں اونترا نکھترا اسی طرح وہ کہا کرتا تھا کہ آپ نعوذ باللہ اونترے نکھترے ہیں۔ ان کا کیا ہے مر جائیں گے تو یہ سلسلہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی ابوجہل کا بیٹا موجود تھا وہ آخری وقت تک مخالفت کرتا رہا اور جب فتح مکہ ہوئی تو وہ مکہ سے بھاگ گیا اور اس نے کہا کہ میں اب یہاں نہیں رہوں گا بلکہ کسی اور ملک میں چلا جاؤں گا۔ حضرت عکرمہؓ کی بیوی دل سے مسلمان تھی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ

آپ کا عفو بہت بڑا ہے

اگر آپ کا ایک دشمن آپ کے زیر سایہ پرورش پا جائے تو کیا حرج ہے شاید خدا تعالیٰ اسے ہدایت دیدے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اس نے کہا کیا آپ اجازت دیں گے کہ عکرمہؓ اسی ملک میں رہے اور آپ کے زیر سایہ زندگی بسر کرے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا لیکن وہ تو دشمن ہے اور میں جانتی ہوں کہ وہ یہ پسند نہیں کریگا کہ اسلام لے آئے۔ کیا آپ اسے کفر کی حالت میں ہی یہاں رہنے دیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں اس نے پھر کہا کیا میں عکرمہؓ سے کہوں کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے مکہ میں رہ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ عکرمہ مکہ سے بھاگ کر سمندر کے کنارے پہنچ چکا تھا بیوی اپنے خاوند کی محبت کی وجہ سے تیسرے دن وہاں پہونچی۔ عکرمہ کشتی میں سوار ہونے والا تھا کہ وہ وہاں پہنچی اس نے کہا تم مکہ میں رہنا پسند نہیں کرتے۔ تم کہتے ہو کہ جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت ہے وہاں میں نہیں رہوں گا لیکن جن کی وجہ سے تم مکہ میں رہنا پسند نہیں کرتے ان کا یہ حال ہے کہ جب میں نے ان سے کہا کہ کیا آپ

عکرمہؓ کو مکہ میں رہنے کی اجازت

دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا وہ آپ کا شدید ترین دشمن ہے اور یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ اسلام نہیں لائیگا وہ کافر ہونے کی حالت میں ہی مرے گا کیا آپ اسے اس صورت میں بھی یہاں رہنے کی اجازت دیں گے آپ نے فرمایا ہاں وہ تو اتنی مہربانی کرتے ہیں اور تم ان کے زیر سایہ مکہ میں رہنا بھی پسند نہیں کرتے عکرمہؓ نے کہا کیا یہ سچ ہے اسکی بیوی نے کہا ہاں عکرمہؓ نے کہا چلو میں خود یہ بات ان سے پوچھ لینا چاہتا ہوں عکرمہؓ واپس آئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاؤ میں یہ بات خود ان کے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔ بیوی ساتھ لے کر انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی عکرمہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ایک بات ہے جسکو دریافت کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میری بیوی کہتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ میں آپ کے زیر سایہ مکہ میں رہ سکتا ہوں۔ کیا یہ درست ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں عکرمہؓ نے کہا ایک اور بات بھی ہے وہ کہتی ہے کہ میں باوجود دشمن ہونے کے اور اسلام نہ لانے کے بھی یہاں رہ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں

بظاہر تو یہ ایک معمولی بات ہے

یہ ایک دنیوی معاملہ ہے غالب شخص مغلوب سے یہ کہتا ہے کہ میں تمہارا قصور معاف کرتا ہوں اور اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے ملک میں رہنے کی تمہیں اجازت دیتا ہوں لیکن اگر سیاق کو دیکھا جائے جب ان کی پچھلی تاریخ کو دیکھا جائے اور اس سلوک کو سامنے رکھا جائے جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ یہ انسانی فعل نہیں۔ عکرمہؓ یہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ان سے ایسا سلوک ہو سکتا ہے۔ انہوں نے جب یہ بات سنی تو یقین کر لیا کہ یہ سلوک سوائے رسول کے کوئی اور شخص نہیں کر سکتا جونہی یہ فقرہ آپکے منہ سے نکلا کہ عکرمہؓ تم باوجود دشمن ہونے کے مکہ میں رہ سکتے ہو تو عکرمہؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا عکرمہؓ ہم تمہیں معاف ہی نہیں کرتے بلکہ تم اپنے لئے جو کچھ مانگو آج تمہیں دیں گے اس پر وہ دنیادار عکرمہؓ جو مکہ میں آپ کے زیر سایہ رہائش کو بھی پسند نہیں کرتا وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ آپ نے دوسروں کو لاکھوں کے اموال بخش دیئے ہیں۔ میں بھی کچھ مانگ لوں تا آرام کے ساتھ زندگی بسر کر سکوں بلکہ ایک منٹ کے اندر اندر ایمان نے اسکے اندر ایسا تغیر پیدا کر دیا کہ جب آپ نے کہا عکرمہؓ تم اپنے لئے جو کچھ مانگو ہم آج دیں گے تو اس نے کہا یا رسول اللہ اس سے بڑھ کر اور کونسی چیز آپ مجھے دے سکتے ہیں کہ مجھے ہدایت مل گئی آپ میرے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ میرے تمام گناہ معاف کر دے۔"

حضرت عکرمہؓ کا اسلام لانے کا واقعہ ایسا ہے جس سے اسلام کے تلوار کے زور سے پھیلنے کے اعتراض کی پرزور تردید ہوتی ہے اور جس سے آنحضرت صلعم کی سیرت عالیہ کے جوہر خود بخود نمایاں ہو جاتے ہیں۔ صدر اول کی تاریخ میں ایسے سینکڑوں ہزاروں واقعات

(باقی صفحہ [illegible] پر)

اسلام میں تقسیم وراثت کے اصول اور ان کا فلسفہ

از افادات مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب استاذ الجامعہ

مرتبہ محمد یوسف صاحب سلیم بی۔اے متعلم بی۔ٹی جامعہ احمدیہ ربوہ

قسط نمبر ۴

اشتراکیوں یا کمیونسٹوں میں وراثت کے اصول

اشتراکی قانون وراثت کو تسلیم نہیں کرتے اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ انسان کی طبعی حقیقتوں کا انکار کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ بیٹا باپ کا مثنیٰ ہوتا ہے۔ اس لئے عدل و انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ جس طرح وہ اخلاق عادات میں اپنے باپ کا ہم رنگ ہوتا ہے۔ اس طرح اس کے اموال کا بھی وارث ہو۔ لیکن اس کے باوجود ان کے ہاں وراثت طبعی اور وراثت مالی میں فرق کیا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس باپ نے ایک صحیح اور تندرست بچہ پیدا کیا۔ اس نے اپنی صحت کی بھی حفاظت کی ہے۔ اس میں محنت و توجہ سے بھی کام لیا۔ یعنی یہ اس کی اپنی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ لیکن دولت جمع کرنے میں بسا اوقات یہ صورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض اوقات یہ دولت چوری اور کمینگی کے ذریعہ بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ دولت اس کے ورثا کو نہیں ملنی چاہیئے۔ کیونکہ درحقیقت وہ اس کی اپنی ملک نہیں دوسروں کا ذکر ہی کیا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حق وراثت اقتصادی آزادی کے خلاف ہے۔ کیونکہ اقتصادی آزادی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ لوگ برابر ہوں۔ اور اگر کوئی بڑھے اور ترقی کرے۔ تو وہ اپنی خوبیوں کو بروئے کار لانے کی وجہ سے بڑھے۔

علاوہ ازیں ملکیت زمین پیداوار میں کمی کا باعث ہوتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے غیر اقتصادی کھیت ان آلات کے استعمال کو ممکن نہیں رہنے دیتے۔ جن کے استعمال سے پیداوار میں کئی گنا اضافہ ہو سکتا ہے اس لئے زمین کے معاملہ میں وراثت کا اصول نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ لوگ سمجھ اور عقل میں مختلف قابلیتوں کے حامل ہوتے ہیں کوئی موجد ہے تو کوئی مؤلف کوئی مزدور ہے کوئی منتظم۔ یہ سب برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ تو پھر کیوں نہ ہم لائق کو اس کی لیاقت کے مطابق دیں اور اس کا اور اس کے ورثا کا حق اس کی کمائی پر مرجح مانیں۔

اشتراکیوں کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ قابلیتیں ایک حد تک ملکیت کا سبب تو بن سکتی ہیں۔ لیکن ہمیشہ کے لئے نہیں۔ اور محدود ملکیت کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یعنی ایک مخصوص اور معین مدت کے بعد ملکیت باقی نہیں رہے گی۔

انگریزی حکومت نے بھی ایجاد کرنے والوں کے حقوق کی اسی طرح حد بندی کر رکھی ہے۔ وہاں کسی موجد کو اپنے حقوق صرف معین مدت کے لئے رجسٹرڈ کروانے کا حق حاصل ہے۔ کیونکہ اگر یہ حد بندی نہ کریں اور موجد کو یہ اختیار دے دیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنی اختراع اور ایجاد پر اپنا قبضہ جمائے رکھے۔ تو پھر ریلوے لائن کے موجد اور اس کے قبیلہ کو اس پر ہمیشہ کے لئے کنٹرول کا حقدار ماننا پڑے گا۔ اور براعظم امریکہ صرف کولمبس کے خاندان کی ملکیت ہونا چاہیئے۔ اس طرح تو دنیا چند آدمیوں کی ملکیت بن کر رہ جائے گی۔ غرض حق ملکیت کے انکار میں اشتراکی اسی قسم کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ اور اس بارے میں وہ اقوام عالم کے دستور "وہ قدیم ہوں یا جدید" اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

مختلف تہذیبوں میں تقسیم وراثت کے اصولوں سے تعارف کے بعد اب اسلام کے اصول وراثت کا دوسری اقوام کے اصول وراثت سے موازنہ پیش کیا جاتا ہے۔

اسلام کا حق وراثت کو تسلیم کرنا۔ اشتراکیوں کا انکار

اسلام حق وراثت کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اشتراکی اس کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ زندگی میں ایسا کام کرے۔ جو دوسرے کسی ایسے آدمی کے لئے نقصان کا باعث بنے۔ جو اس کے ساتھ شریک زندگی ہے۔ اور ملکیت سے چونکہ دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے ملکیت کسی فرد بشر کا حق نہیں۔ جب ملکیت خود کمانے والے کا حق نہیں۔ تو اس کے مرنے کے بعد اس کے کسی رشتہ دار کو حق وراثت کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ ملکیت میں کیا ضرر ہے اس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ ایک تو اس وجہ سے مال تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور لوگ کوئی بڑا کام جو پیداوار لا سکے نہیں کر سکتے۔ مثلاً اگر زمین کا حق ملکیت دے دیا جائے۔ تو زمین چھوٹے چھوٹے غیر اقتصادی ٹکڑوں میں بٹ جائے گی۔ اور کوئی شخص بھی جدید آلات زراعت سے کھیتی باڑی نہیں کر سکے گا۔ اس طرح پیداوار کم ہو گی۔ اور ملک اقتصادی بحران سے دوچار ہو جائے گا۔ دوسرے مال اور زمین محدود ہے۔ اس وجہ سے ملکیت کا حق دینے سے احتکار اور ذخیرہ اندوزی کا رجحان پیدا ہو گا۔ کوئی امیر ہو گا کوئی غریب۔ ایک غنی ہو گا دوسرا محتاج اس خرابی کے ازالہ کے لئے حق ملکیت کی نفی لازمی ہے۔

تھوڑے سے غور و فکر کے ساتھ یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اشتراکیوں کے یہ دلائل بے بنیاد ہیں۔ انسانی طبیعت اسی وقت کمانے اور محنت کرنے پر مائل ہوتی ہے۔ جبکہ اسے یہ علم ہو کہ اس کے نتیجہ میں اسے مختلف قسم کے فائدے حاصل ہوں گے۔ اگر وہ جانتا ہو کہ وہ جو کچھ کمائے گا۔ اس سے فائدہ اٹھانے کا اختیار دوسرے کو ہو گا۔ اور اس کی اجازت ہی سے وہ کچھ حاصل کر سکے گا۔ تو یہ امر اس کے جذبہ جدوجہد کو فنا کر دے گا اور اس طرح سے چاپلوسی خوشامد اور ذلت کو فروغ حاصل ہو گا۔ کیونکہ جب اسے علم ہے۔ کہ مجھے دوسرے کی خوشنودی حاصل کرکے ہی کچھ مل سکتا ہے۔ تو وہ محنت کی بجائے اس کی خوشنودی میں ہی اپنی خیر سمجھے گا۔

انسان کی طبیعت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ وہ کل کے لئے کچھ بچا کر رکھے۔ تاکہ آڑے وقت میں یہ اس کے کام آئے۔ اور اگر وہ بے کار ہو جائے۔ تو اپنی ضروریات پوری کر سکے بیمار ہو تو علاج کرا سکے۔ وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ اور کسی کے زیر احسان نہ آئے یہ کس قدر عجیب اور مضحکہ خیز امر ہے کہ جب وہ کمانے کے قابل ہو تو اس کی کمائی پر حکومت قبضہ کر لے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرتے رہو

"تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو۔ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کر لی ہے کہ تمہارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جائے اور تم اس کی حفاظت کے سایہ میں آجاؤ۔ میں تمہیں بار بار نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہؓ نے تبدیلی کی۔ انہوں نے دنیا کو بالکل چھوڑ دیا۔ گویا ٹاٹ کے کپڑے پہن لئے۔ اسی طرح تم اپنی تبدیلی کرو۔ رو بہ دنیا نہ رہو بلکہ خدا ہی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کا شدید عذاب آنے والا ہے۔"

(الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

اور جب وہ ضرورت مند ہو تو حکومت کی نظر کرم پر آس لگائے بیٹھا رہے۔ اگر حکومت خوش ہے تو اسے کچھ مل گیا ورنہ بھوکوں مرتا رہے آخر حکومت کیا ہے؟ وہ مقتدر لوگوں کا ایک گروہ ہی تو ہے۔ ان لوگوں سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اور ظلم بھی۔ وہ اغراض کے جذبے بھی ہو سکتے ہیں اور عدم رواداری کے مرتکب بھی۔ تو پھر کیوں نہ کمانے والا ہی مالک ہو۔ اگر اس سے غلطی ہو سکتی ہے تو کیا حکومت غلطی نہیں کر سکتی باقی رہا ان کا یہ اعتراض کہ انفرادی ملکیت کی صورت میں زراعت کے جدید طریقوں کو اختیار کرنا مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ بڑے بڑے آلات زراعت کا خریدنا کسی ایک فرد کے بس کی بات نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مشکل کو امداد باہمی کی انجمنوں کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے اور کئی ممالک میں اس کے کامیاب تجربے ہو چکے ہیں نیز یہ نقصان اس نقصان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے جو ذاتی ملکیت کی نفی کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر حکومت ساری پیداوار کی مالک ہو تو پھر لوگ اس طرز پر کام نہیں کریں گے جس طرح کہ ایک شخص اپنی زمین پر کام کرتا ہے۔ غرض اشتراکیوں کی کوئی دلیل بھی ایسی نہیں جس کی بناء پر حق ملکیت کی نفی کا عادلانہ اور منصفانہ فیصلہ قرار دیا جا سکے اور چونکہ حقِ وراثت کی بنیاد حق ملکیت پر ہے اور جب حق ملکیت ثابت ہے تو پھر حق وراثت بھی ثابت ہوگا۔ کیونکہ مالک کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے مملوکہ مال کو جس طرح چاہے خرچ کرے۔ کسی کو بخش جائے یا کسی کو اپنا وارث بنا جائے۔

II وراثت میں حق قرابت
یعنی خونی تعلق

قدیم یونانی اور فرانسیسی قانون میں اس سے جزواً انکار کیا گیا ہے۔ لیکن شریعت اسلامیہ نے اسے تسلیم کیا ہے۔ کیونکہ قرابتداروں کی طرف میلان ایک طبعی جذبہ ہے۔ انسان اپنے قریبیوں کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے اور بالعموم مصیبت کے وقت قریبی رشتہ دار ہی ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ لہذا قریبی رشتہ داروں کو ترکہ میں سے حصہ نہ دینا فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ پس اگر ہم اس حق کو تسلیم نہ کریں تو طبعاً کمانے اور دولت پیدا کرنے کی خواہش میں کمی واقع ہو گی۔ اور نتیجہ بے کاری سستی اور غربت کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ باقی رہا یہ کہنا کہ افراد کی دولت پبلک دولت کا ایک حصہ ہے واس کے مقابلہ میں طبعی حق بھی ایک حقیقت ہے اس لئے ہم اسے

نظر انداز نہیں کر سکتے۔ البتہ اس حق کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام نے قومی مفاد کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ مثلاً اسلام نے اختلاف ممالک کی بناء پر بعض حدود میں حق وراثت کو تسلیم نہیں کیا۔ اسی طرح اختلافِ دین کو بھی مانع وراثت قرار دیا ہے۔ گویا جن لوگوں کا انسان کو قریبی تعاون حاصل ہوتا ہے۔ ان ہی لوگوں کو اس قریبی رشتہ دار پر ترجیح دی گئی ہے جس کا قریبی تعاون بوجہ اختلاف حکومت یا مذہب اسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس اس طرح اسلام نے ایک طرف حق قرابت کا بھی لحاظ رکھا ہے اور دوسری طرف حقِ ملک اور حق دین کی بھی رعایت کی ہے۔ یعنی اگر ایک ہی ملک میں رہنے والے ہم مذہب قریبی رشتہ دار ہوں تو وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور اگر وہ نہ ہوں تو اس کا ترکہ بیت المال میں جائے گا۔ جس میں اس ملک کی ساری پبلک شریک ہوتی ہے۔

III وراثت میں مقرر اور معیّن حصّے

اسلام اس میں منفرد ہے۔ دنیا کا کوئی اور نظام اس خوبی کا حامل نہیں یعنی وہ کسی وارث کا حصۂ ارث مقرر نہیں کرتا۔ اس کے برعکس اسلام نے بعض وارثوں کا حصہ مقرر کر دیا ہے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ اور اب دوسرے مذاہب کے تدارک کے پیش نظر کچھ مزید تفصیل بیان کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) بیٹی:۔ مرنے والے کی وارث اگر اکیلی بیٹی ہو تو اس کو ترکہ کا نصف ملے گا اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ترکہ کا $\frac{۲}{۳}$ ملے گا۔ اور اگر مرنے والے کا بیٹا بھی موجود ہو تو پھر لڑکیوں کو کوئی مقررہ حصہ نہیں ملے گا۔ بلکہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ بن جائیں گی یعنی ہر لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ کے حساب سے ترکہ تقسیم ہوگا۔ پہلی صورت میں اسلام نے میانہ روی کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے بعض نظام تو عورتوں کو کوئی حصہ ہی نہیں دیتے اور بعض نظام ایسے ہیں جو ساری کی ساری وراثت بیٹیوں کو دلاتے ہیں اور آباؤ اجداد کو محروم قرار دیتے ہیں لیکن ایسی صورت میں اسلام نے نہ تو بیٹیوں کو بالکل محروم کیا ہے اور نہ ہی ان کے حق کو اتنی اہمیت دی ہے کہ باقی قریبی رشتہ دار محروم ہو جائیں۔ بیٹیوں کو باپ کے مال سے بالکل محروم کرنا بھی ظلم ہے۔ اسی طرح ان کی وجہ سے دوسرے قریبی رشتہ داروں خصوصاً باپ دادوں کو محروم کرنا بھی زیادتی ہے۔ اسی طرح شریعت اسلامیہ ان قوانین کے بھی خلاف ہے جو مرد اور عورت کو برابر حصہ دلاتے ہیں۔ دیکھو کیونکہ مشاہدہ سے یہ ثابت ہے کہ باپ کا اپنے بیٹوں کی طرف زیادہ میلان

ہوتا ہے۔ پس طبعاً بیٹوں کا حصہ زیادہ ہونا چاہیئے۔ علاوہ ازیں بیٹیوں کی جب شادی ہو جاتی ہے تو وہ اپنے خاوندوں کے مال سے بھی حصہ لیتی ہیں اور اس طرح ان کے حصہ کی کمی کی تلافی ہو جاتی ہے علاوہ ازیں اس کا حصہ کم رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورت پر کوئی خاص ذمہ داری نہیں ہوتی کیونکہ قانونی طور پر اخراجات کا سارا بوجھ مرد کے کندھوں پر ہے۔ یہی بنیاد پوتی اور سگی بہن کو حصہ دینے کی ہے۔ اسی طرح باپ کی طرف سے بہن کو سگی بہن کی موجودگی میں صرف $\frac{۱}{۶}$ ملتا ہے۔ یہ ایک درمیانی راہ ہے۔ رومن لاء میں اسے محروم قرار دیا گیا ہے اور بعض تہذیبوں میں اسے سگی بہنوں کے برابر حصہ دلایا گیا ہے لیکن یہ دونوں باتیں جائز حد سے تجاوز کے مترادف ہیں کیونکہ اسے بالکل محروم کرنا بھی ظلم ہے اور اسے سگی بہنوں کے برابر قرار دینا

بھی حفظ مراتب کے خلاف ہے۔

ماں۔ دادی۔ نانی:۔ ماں۔ دادی یا نانی کو اولاد کی موجودگی میں $\frac{۱}{۶}$ ملتا ہے۔ اور اگر اولاد نہ ہو تو ماں کو $\frac{۱}{۳}$ حصہ ملتا ہے بشرطیکہ مرنے والے کے بھائی نہ ہوں۔ یہ بھی ایک درمیانی راستہ ہے۔ کیونکہ بعض قانون ماں۔ دادی اور نانی کو بھائیوں کی موجودگی میں محروم قرار دیتے ہیں۔ اور بعض بھائیوں کی بجائے سارے کا سارا ترکہ انہیں دلاتے ہیں۔ لیکن جس طرح انہیں محروم کرنا ظلم اور زیادتی ہے۔ کیونکہ ماں کا حق فطرتاً مسلم ہے اور اسے اپنے بیٹے کے ترکہ سے محروم نہیں ہونا چاہیئے۔ اسی طرح اس کی وجہ سے مرنے والے کے بھائیوں کو محروم کرنا بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ اخوت کا رشتہ بھی بڑا مستحکم ہے۔ ماں اس کے استحکام میں ممد و معاون تو ہو سکتی ہے اس میں روک نہیں بن سکتی۔

(باقی)

ضرورت ہے

تحریک جدید انجمن احمدیہ کے سکول بشیر آباد ضلع حیدر آباد کے لئے ایک ایسے ٹیچر کی ضرورت ہے جو مڈل کلاسز کو انگریزی۔ حساب اور سائنس وغیرہ مضامین پڑھا سکے۔ گریجوایٹ یا ٹرینڈ ایف ایس سی۔ ایف اے۔ امیدواران ملازمت پتہ ذیل پر لکھیں۔ یا دفتر کے اوقات میں بالمشافہ بات کریں۔ تنخواہ حسب لیاقت و تجربہ دی جائے گی۔

(مشتاق احمد باجوہ وکیل الزراعت تحریک جدید۔ ربوہ)

ولادت

(۱) مورخہ ۸ دسمبر بروز جمعرات میرے بڑے ماموں مکرم قاری محمد امین صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہو لڑکا عطا فرمایا ہے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام "محمد سفیر" تجویز فرمایا ہے۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو درازیٔ عمر بخشے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

(عبد الرشید سماٹری۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ)

(۲) میرے دوست محمد موسیٰ صاحب ساکن بستی سرائی ضلع ڈیرہ غازیخان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ و درویشان قادیان کی خدمت میں نومولود کی درازیٔ عمر و خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خان محمد ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

حصہ آمد کے بقایادار توجہ فرمائیں!

(۱) غیر بقایادار موصی اصحاب کی فہرست کی اشاعت زیر تجویز ہے اس لئے حصہ آمد کے موصی احباب اپنا بقایا ۳۰ اپریل سنہ تک صاف کر دیں۔ بقایا داروں کے نام اس فہرست میں نہیں آئیں گے۔

(۲) جن اصحاب نے اپنے بقایوں کی ادائیگی کے لئے ماہوار اقساط مقرر کرکے مہلت لی ہوئی ہے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ اب وہ بقایادار نہیں رہے۔ وہ بدستور بقایادار ہیں۔ اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کے نام بھی فہرست میں آ جائیں تو انہیں بھی ۳۰ اپریل سنہ تک اپنا بقایا ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔

(۳) حصہ آمد کے موصی اصحاب کا فارم ہائے اصل آمد پُر نہ کرنا بھی ان کو بقایادار بنا دیتا ہے خواہ وہ حصہ آمد اپنی دانست میں باقاعدہ ادا کر رہے ہوں۔ اس لئے جن احباب نے اس وقت تک کسی گذشتہ سال کے فارمہائے اصل آمد پُر نہ کئے ہوں وہ اب ان کے پُر کرنے میں تاخیر نہ کریں۔ اگر یہ فارم ان کو اب تک نہ پہنچا ہو یا گم ہو گیا ہو تو فوراً اطلاع دے کر منگوا لیں۔

غرض احباب کو ہر جہت سے کوشش کرکے باقاعدہ چندہ دہندگان کی فہرست میں آنا چاہیئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی کا ابتدائی دور

شمس العلماء مولانا سید میر حسن صاحب مرحوم کا بیان

شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن صاحب مرحوم جو ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے استاد تھے فرماتے ہیں۔ ”حضرت مرزا صاحب ۱۸۶۴ء میں تبقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا۔ چونکہ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے مجتنب اور محترز تھے۔ اس لئے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر تضیع اوقات کا باعث ہوتی ہے۔ آپ پسند نہیں فرماتے تھے لالہ بھیم سین صاحب وکیل جن کے نانا مٹھن لال صاحب بٹالہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ تھے ان کے بڑے رفیق تھے اور چونکہ بٹالہ میں مرزا صاحب اور لالہ صاحب آپس میں تعارف رکھتے تھے اس لئے سیالکوٹ میں بھی ان سے اتحاد کامل رہا۔ پس سب سے کامل دوست مرزا صاحب کے اگر اس شہر میں تھے تو لالہ صاحب ہی تھے۔ اور چونکہ لالہ صاحب سلیم طبع اور لیاقت زبان فارسی اور ذہن رسا رکھتے تھے۔ اس سبب سے بھی مرزا صاحب کو علم دوست ہونے کے باعث ان سے بہت محبت تھی۔

مرزا صاحب کی علمی لیاقت سے کچہری والے آگاہ نہ تھے مگر چونکہ اسی سال کے اوائل گرما میں ایک عرب نوجوان محمد صالح نام شہر میں وارد ہوئے اور ان پر جاسوسی کا شبہ ہوا تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے جن کا نام ہرکسن تھا۔ (اور پھر وہ آخر میں کمشنر راولپنڈی کی کمشنری کے کم ہو گئے تھے) محمد صالح کو اپنے محکمہ میں لغرض تفتیش حالات طلب کیا۔ ترجمان کی ضرورت تھی۔ مرزا صاحب چونکہ عربی میں کامل استعداد رکھتے تھے اور عربی زبان میں تحریر و تقریر بخوبی کر سکتے تھے اس واسطے مرزا صاحب کو بلا کر حکم دیا کہ جو جو بات ہم کہیں عرب صاحب سے پوچھو اور جو جواب وہ دیں اردو میں ہمیں لکھواتے جاؤ۔ مرزا صاحب نے اس کام کو کما حقہ ادا کیا اور آپ کی لیاقت لوگوں پر منکشف ہوئی۔ پادری بٹلر صاحب ایم اے سے جو بڑے فاضل اور محقق تھے۔ مرزا صاحب کا مباحثہ بہت دفعہ ہوا۔ یہ صاحب موضع گوہد پور کے قریب رہتے تھے۔ ایک دفعہ پادری صاحب فرماتے تھے کہ مسیح کو بے باپ پیدا کرنے میں یہ سر تھا کہ وہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور آدم کی شرکت سے جو گنہگار تھا بری رہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ مریم بھی تو آدم کی نسل سے ہے۔ پھر آدم کی شرکت سے بریت کیسے اور علاوہ ازیں عورت ہی نے تو آدم کو ترغیب دی جس سے آدم نے درخت ممنوع کا پھل کھایا اور گنہگار ہوا۔ پس چاہئے تھا کہ مسیح عورت کی شرکت سے بھی بری رہتے۔ اس پر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔

پادری بٹلر صاحب مرزا صاحب کی بہت عزت کرتے تھے۔ اور بڑے ادب سے ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ پادری صاحب کو مرزا صاحب سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ پادری صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے کچہری میں تشریف لائے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔ تو پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنے کو آیا تھا۔ چونکہ میں وطن جانے والا ہوں اس لئے ان سے آخری ملاقات کرونگا چنانچہ جہاں مرزا صاحب بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پر بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔

ان دنوں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی۔ جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کی۔ آپ درخواست بھیج دیں چونکہ آپ کی لیاقت عربی زباندانی کے لحاظ سے نہایت کامل ہے آپ ضرور اس عہدہ پر مقرر ہو جائیں گے فرمایا میں مدرسی کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اکثر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت شرارت کے کام کرتے ہیں اور علم کو ذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا بناتے ہیں۔ میں اس آیت کی وعید سے بہت ڈرتا ہوں احشروا الذین ظلموا وازواجھم اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے۔

ایک مرتبہ لباس کے بارہ میں ذکر ہو رہا تھا ایک کہتا کہ بہت کھلی اور وسیع موہری کا پاجامہ اچھا ہوتا ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا بلحاظ ستر عورت تنگ موہری کا پاجامہ بہت اچھا اور افضل ہے۔ اور اس میں پردہ زیادہ ہے کیونکہ اس کی تنگ موہری کے باعث زمین سے بھی ستر عورت ہو جاتا ہے۔ سب نے اس کو پسند کیا۔

آخر مرزا صاحب نوکری سے دل برداشتہ ہو کر استعفا دے کر ۱۸۶۸ء میں یہاں سے تشریف لے گئے ایک دفعہ ۱۸۷۷ء میں آپ تشریف لائے اور لالہ بھیم سین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا اور تبقریب دعوت حکیم میر حسام الدین صاحب کے مکان پر تشریف لائے۔

اسی سال سر سید احمد خان صاحب غفرلہ نے قرآن شریف کی تفسیر شروع کی تھی تین رکوع کی تفسیر یہاں میرے پاس آچکی تھی۔ جب میں اور شیخ الہ داد صاحب مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے لالہ بھیم سین صاحب کے مکان پر گئے تو اثناء گفتگو میں سر سید صاحب کا ذکر شروع ہوا اتنے میں تفسیر کا ذکر بھی آگیا۔ راقم نے کہا کہ تین رکوعوں کی تفسیر آگئی ہے جس میں دعا اور نزول وحی کی بحث آگئی ہے فرمایا کل جب آپ آویں تو تفسیر لیتے آویں جب دوسرے دن وہاں گئے تو تفسیر کے دونوں مقام آپ نے سنے اور سن کر خوش نہ ہوئے اور تفسیر کو پسند نہ کیا۔ راقم میر حسن۔

حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے بیٹھ کر، کھڑے ہو کر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے۔ اور زار زار رویا کرتے تھے ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حسب عادت زمانہ صاحب حاجات جیسے اہلکاروں کے پاس جاتے ہیں ان کی خدمت میں بھی جایا کرتے تھے اس عمرا مالک مکان کے بڑے بھائی فضل دین نام کو جو فی الجملہ محلہ میں موقر تھا آپ بلا کر فرماتے۔ میاں فضل دین ان لوگوں کو سمجھا دو کہ یہاں نہ آیا کریں نہ اپنا وقت ضائع کریں۔ اور نہ میرے وقت کو برباد کریں۔ میں کچھ نہیں کر سکتا میں حاکم نہیں ہوں جتنا کام میرے متعلق ہوتا ہے۔ کچہری میں ہی کر آتا ہوں۔ فضل دین ان لوگوں کو سمجھا کر نکال دیتے۔ مولوی عبد الکریم صاحب بھی اسی محلہ میں پیدا ہوئے اور جوان ہوئے جو آخر میں مرزا صاحب کے خاص مقربین میں شمار ہوئے۔

اس کے بعد جامعہ مسجد کے سامنے ایک بیٹھک میں معہ منصب علی حکیم کے رہا کرتے تھے۔ وہ (یعنی منصف علی) وثیقہ نویس کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ بیٹھک کے قریب ایک شخص فضل دین نام بوڑھے دکاندار تھے جو رات کو بھی دکان پر ہی رہا کرتے تھے ان کے اکثر احباب شام کے بعد آتے سب اچھے ہی لوگ ہوتے تھے۔ کبھی کبھی مرزا صاحب بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اور گاہ گاہ نصر اللہ نام عیسائی جو ایک مشن سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے آجایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب اور ہیڈ ماسٹر صاحب کی اکثر بحث مذہبی امور میں ہو جاتی تھی۔ مرزا صاحب کی تقریر سے حاضرین مستفید ہوتے تھے۔

مولوی محبوب عالم صاحب ایک بزرگ نہایت پارسا اور صالح اور مرتاض شخص تھے۔ مرزا صاحب ان کی خدمت میں بھی جایا کرتے تھے۔ اور لالہ بھیم سین صاحب کو بھی تاکید فرماتے تھے کہ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرو چنانچہ وہ بھی مولوی صاحب کی خدمت میں کبھی کبھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب کبھی بیعت اور پیری مریدی کا تذکرہ ہوتا تو مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خود سعی اور محنت کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ مولوی محبوب عالم صاحب اس سے کشیدہ ہو جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کے بغیر راہ نہیں ملتی۔

دینیات میں مرزا صاحب کی سبقت اور پیش روی تو عیاں ہے مگر ظاہری جسمانی دوڑ میں بھی آپ کی سبقت اس وقت کے حاضرین پر صاف ثابت ہو چکی تھی اس کا مفصل حال یوں ہے کہ ایک دفعہ کچہری برخواست ہونے کے بعد جب اہلکار گھروں کو واپس ہونے لگے تو اتفاقاً تیز دوڑنے اور مسابقت کا ذکر شروع ہو گیا۔ ہر ایک نے دعوی کیا کہ میں بہت دوڑ سکتا ہوں آخر ایک شخص بلا سنگھ نام نے کہا کہ میں سب سے دوڑنے میں سبقت لے جاتا ہوں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ میرے ساتھ دوڑو تو ثابت ہو جائیگا

(باقی صفحہ ۸)

سالانہ جائزہ "چندہ مجلس خدام الاحمدیہ" از یکم نومبر ۵۹ء

تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۰ء

(۲)

۴۔ لاہور ڈویژن

ا: ۱۰۰٪ ادا کرنے والی مجالس:۔ پتوکی۔ گنج مغلپورہ۔ ڈسکہ۔ پسرور۔ بدوملہی۔ چوہڑ منڈا۔ گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ گرمولا ورکاں۔ سانگلہ ہل۔ چوہڑکانہ۔ چک ۲۹ ڈھیر۔ کوٹ رحمت خاں۔ ننکانہ صاحب۔

ب: بجٹ سے کم ادا کرنے والی مجالس:۔ لاہور۔ لاہور چھاؤنی۔ قصور۔ پانڈو۔ سیالکوٹ۔ بگھو بھٹی ریلوے۔ کوٹ آغا۔ موسے والا۔ مہندی پور۔ ڈسکہ۔ رتڑ چھتڑ۔ حافظ آباد۔ تلونڈی کھجوراں۔ شیخوپورہ۔ چک ۱۸ بھوڑو۔ چک ۱۷ چہور۔ چک ۱۶۹ گ ب گرمولا۔

ج: بغیر بجٹ کے ادا کرنے والی مجالس:۔ سیالکوٹ چھاؤنی۔ نارووال۔ کلاسوالہ۔ میانوالہ۔ مالوکے بھگت۔ گھٹیالیاں کلاں۔ پنڈی بھاگو۔ مومن کے۔ بھاگا بھٹیاں۔ کلیاں۔ چک ۵ رتیاں۔ آئمہ۔ کوٹلی چہور۔

د۔ نادہندہ مجالس:۔ ہڈیارہ۔ رائے ونڈ۔ چک ۱۰۲ کماس۔ بھیلر۔ بھڈال۔ بیروچک۔ سلیم پور۔ دانہ زید کا۔ مانگا۔ چانگریاں۔ گھٹیالیاں۔ تلونڈی عنایت سنگھ۔ بہلول پور۔ چیلرکے۔ ٹھکرے۔ بھڑانادالہ۔ سنجھووال۔ جھنڈا۔ اجرہاں۔ ڈنڈپور۔ کھردیاں۔ ڈگری گھمناں۔ بھاگووال۔ ظفروال۔ بھڑتہ۔ گھنوکے ججہ۔ کرم سنگھ۔ عزیز پور۔ ڈاگری۔ بھاؤ بھڈیار۔ دھرگ۔ بھوپال والا۔ ڈیہیانوالہ۔ ساہوں والی۔ سمبڑیال۔ گکھڑ باجوہ۔ ننھو والی۔ ترکھاسیاں۔ میانوالہ سندھواں۔ تلونڈی بھنڈراں۔ سوکے۔ ٹھیڑی پور۔ بھوڑی ملیاں۔ خانانوالی۔ میانوالی۔ کوٹ گھمن۔ بیاز پنڈ۔ عینووال۔ مالوکے تنگلے۔ بوبک۔ قیام پور۔ ٹرک والے۔ اور ماکوٹ کوڑا۔ جاکھے ڈھنڈے۔ بھاگو بھٹی۔ کوٹلی میرزا۔ گڈانہ۔ لوہاں۔ منڈیکی بیرباہا۔ کھرپا۔ رائے پور نیب۔ گکھڑوالی۔ گکھڑ۔ گدکوٹ۔ مدرسہ چٹھہ۔ پیرکوٹ اول۔ مانگٹ اونچے۔ سہاوا۔ منڈیالہ ورڑائچ۔ پنڈی بھٹیاں۔ فیروز والہ۔ تلونڈی کھجور والی۔ ریم کوٹ۔ خوجیانوالہ۔ چک چٹھہ۔ اکال گڑھ۔ پیرکوٹ ثانی۔ قیام پور۔ بھڑی شاہ رحمان۔ کھیلو کے۔ نوشکی۔ دولو والی۔ پنج گرائیں۔ لوہی والا۔ پنڈی چیری۔ بھیی۔ شرقپور۔ سیدوالہ۔ چک ۳۲ دھاروال۔ رکڑتو۔ چاند پور۔ چک ۶۹۔ کھیانیوالی۔ کوٹ سوندھا۔ مکھی آمارنا۔ توڈو گر۔ چک ۵۳۔ کجر۔ سرانوالی بھیلر۔

(باقی)

قاضی محمد نذیر صاحب کی تصنیف شانِ خاتم النبیین

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ

"حال ہی میں ایک کتاب "شانِ خاتم النبیین" مصنفہ محترمی قاضی محمد نذیر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ شائع ہوئی ہے۔ دراصل یہ کتاب قاضی صاحب موصوف کی ایک تقریر کی توسیع ہے جو انہوں نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء کے موقعہ پر کی تھی اور میں نے اس تقریر کے خاتمہ پر محترم قاضی صاحب کو اس کامیاب تقریر پر مبارکباد دیتے ہوئے تحریک کی تھی کہ اگر اس تقریر کو مناسب نظر ثانی کے بعد کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے تو انشاء اللہ بہت مفید ہوگا اور مجھے دلی خوشی ہوئی کہ بالآخر یہ تقریر ایک مستقل رسالہ کی صورت میں شائع ہو گئی ہے۔

قاضی صاحب نے اس دلچسپ اور علمی تصنیف میں حضور سرورِ کائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقامِ ختمِ نبوت کے متعلق بہت سیر کن بحث کی ہے اور دلائل نقلیہ اور عقلیہ کی رو سے یہ بات ثابت کی ہے کہ حضور سرورِ عالم کا مقامِ ختمِ نبوت ایک ایسا بلند اور رفیع مقام ہے جو نہ صرف تمام دوسرے نبیوں کے لئے گل سرسبد کا حکم رکھتا ہے بلکہ حقیقۃً یہ ایک عدیم المثال قدرتی آبشار ہے جس سے پانی حاصل کر کے تمام پہلی اور پچھلی نہریں روحانی کھیتوں کو سیراب کر رہی ہیں .... ضمناً اس کتاب میں یہ بحث بھی کافی صورت میں آ گئی ہے کہ ختمِ نبوت کے مقام کا جو تصور آجکل دوسرے لوگوں کے ذہنوں میں پایا جاتا ہے وہ اس عجیب و غریب مقام کی صحیح اور حقیقی تشریح نہیں ہے اور نہ اس میں اس غیر معمولی بلندی کا نظریہ موجود ہے جو اس عدیم المثال مقام کا مرکزی نقطہ ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اس مفید رسالہ کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے میں ہاتھ بٹائیں گے۔ (دستخط) مرزا بشیر احمد ۱۲-۵-۱۹۵۴ء"

جلسہ سالانہ پر اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن کافی اضافہ اور نئے حوالوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

احمد برادرز گول بازار۔ ربوہ

پروگرام اجلاس الجمعیۃ العلمیہ

بر موقع جلسہ سالانہ مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۰ء ۷ بجے شام

(۱)	قاضی نعیم الدین صاحب درجہ خامسہ۔	اسلامی پردہ	۱۰ منٹ
(۲)	سید داؤد احمد صاحب انور " "	ذکر الٰہی	" "
(۳)	محمد شفیق صاحب قیصر درجہ ثالثہ۔	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی نظر میں	۱۰ منٹ
(۴)		ابراہیم مانو آف غانا	۶ منٹ
(۵)	ابو طالب صاحب۔	میں نے احمدیت کیوں قبول کی	۶ "
(۶)	محی الدین صاحب انڈونیشین۔	میرے ملک کی پکار	۶ "

(محمد شفیق قیصر الامین للجمعیۃ العلمیۃ)

مجلس مذاکرہ کا سالانہ اجلاس

مجلس مذاکرہ علمیہ جامعہ احمدیہ کا سالانہ اجلاس مورخہ ۲۲-۲۳ دسمبر ۱۹۶۰ء کو بوقت سوا چار بجے شام جامعہ احمدیہ کے ہال میں منعقد ہوگا۔ جس میں سلسلہ کے ممتاز علماء اپنے مقالہ جات پڑھیں گے مقالہ جات کے بعد سوالات کی اجازت ہوگی نیز دو بہترین سوالوں پر انعامات بھی پیش کئے جائیں گے۔ (پبلسٹی سیکرٹری مجلس مذاکرہ علمیہ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

درخواست دعا

مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب حالی ظفر آباد اسٹیٹ ٹانگ میں درد کی وجہ سے عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین
(محمد یٰسین اختر۔ نہم ڈی تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

گمشدہ پن کی تلاش

مورخہ ۱۳ دسمبر بروز شنبہ میرا قلم "PARKER No51" جس کی باڈی سیاہ اور ڈھکنا چکدار سفید دھات کا ہے۔ کہیں گر گیا ہے۔ اگر کسی دوست کو ملے تو ازراہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا کر ممنون فرمائیں۔ ایسے دوست کی خدمت میں انعام بھی پیش کیا جاویگا۔

(محمد اعظم بی۔ اے بی۔ٹی تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

موجود ہیں جن سے اسلامی تعلیمات اور آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ کے ارشاد و دعوت اسلام کے طریق کار پر روشنی پڑتی ہے اور اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اسلام کو پھیلانے کے لئے تلوار کی کبھی ضرورت نہیں پڑی۔ بلکہ مسلمانوں کی تیغ زنی اسلام کے راستہ میں روک بنی ہے۔

آج دنیا پر ایسا وقت ہے کہ ہم اسلام کی ذاتی خوبیوں کو اپنے اعمال میں نمایاں کر کے دشمنوں کے لگائے ہوئے داغ کو دھو سکتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ محض تحریر و تقریر سے اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا بلکہ ہمیں چاہیئے کہ ایمان کے ساتھ اعمال کا بھی مظاہرہ کریں کیونکہ ایمان کی قوت بھی اعمال سے ہی ظاہر ہو سکتی ہے۔ خالی کھوکھلی ایمان جو تحریروں اور تقریروں میں اچھالا جائے کوئی ٹھوس اثر پیدا نہیں کر سکتا۔

(بقیہ صفحہ ۵)

کہ کون بت دوڑتا ہے۔ آخر شیخ الہ داد صاحب منصف مقرر ہوئے اور یہ امر قرار پایا کہ یہاں سے شروع کر کے اس پل تک جو کچہری کی سڑک اور شہر میں حد فاصل ہے۔ ننگے پاؤں دوڑو۔ جو پہلے پہنچے گا۔ چنانچہ ایک آدمی نے الٹالیس اور پیسے ایک شخص اس پل پر بھیجا گیا۔ تاکہ وہ شہادت دے کہ کون سبقت لے گیا اور پہلے پل پر پہنچا۔ مرزا صاحب اور رلیا سنگھ ایک ہی وقت دوڑے اور باقی آدمی معمولی رفتار سے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب پل پر پہنچے تو ہوا کہ حضرت مرزا صاحب سبقت لے گئے۔ اور رلیا سنگھ پیچھے رہ گیا۔

ربوہ کے احباب متوجہ ہوں

فائدہ اٹھائیں

ہر نئی اور شدید مرض کے لئے "پہلی دوا" کی تین خوراکیں مفت حاصل کریں۔ مندرجہ ذیل امراض کا بفضلہ تعالیٰ فوری اور شافی علاج ہے۔

سر درد۔ کان درد۔ دانت درد سینہ کا درد۔ اعصابی درد کھانسی زکام۔ بخار انفلوئنزا نمونیا ہر قسم کی نئی سوزش۔ مثلاً گلے کی سوزش سرسام (دماغی پردوں کا ورم) کن پیڑے غدود کا پھولنا۔ پھوڑا۔ پھنسی وغیرہ (جبکہ صرف اجتماع خون ہو پیپ اور مادہ کی نوبت نہ آئی ہو) مثانہ کی سوزش کی وجہ سے بندش پیشاب اور سردی لگنے سے پیدا ہونے والی ہر قسم کی تکلیف وغیرہ

زخنانہ ایک ڈرام (۱۲ خوراک) دو ڈرام ۔ چار ڈرام ایک اونس ۸ ڈرام ایک درجن شیشی پر ۱/۸/- ۔۔۔۔۔

کمیشن ۲۵ فیصدی۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو پیتھک کمپنی غلہ منڈی ربوہ

ضرورت ہے

مجھے اپنے کارخانہ کے باغیچہ کے لئے ایک صحت مند۔ محنتی اور تجربہ کار مالی کی ضرورت ہے۔ جو باغبانی کے علاوہ سبزیات لگانے اور (لان) گراسی پلاٹ وغیرہ تیار کرنے میں خاص مہارت رکھتا ہو تنخواہ حسب لیاقت ۶۰/- سے ۸۰/- روپے ماہوار تک اور رہائش کے لئے کوارٹر مفت دیا جاوے گا۔ کام پسند آنے کی صورت میں ملازمت مستقل ہوگی۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹس امیر مقامی یا پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق سے مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں۔

خاکسار:۔ شیخ عبدالرشید شرما۔ پاکستان انجینئرنگ کمپنی (سابق نیشنل آئرن ورکس) شکارپور سندھ

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

اولاد نرینہ

کیلئے دوائی فضل الٰہی استعمال کریں

سو خوراک ۹ ماہ ۱۲/-/- روپے

اٹھرا کی گولیاں

"ہمدرد نسواں" کے استعمال سے تندرست اولاد پیدا ہوتی ہے

مکمل کورس ۱۹/-/- روپے

معجون نوفل

کمزوری۔ کمزوری۔ خرابی معدہ لیکوریا کا بے نظیر علاج

قیمت ۲۰ یوم ۵/۰۰ روپے

سفوف جند

ایام کی بے قاعدگی کو دور کرتی ہے

خوراک یوم ۱/- روپے

تحسین ابٹنہ

رنگ صاف چھائیاں دور کرتا ہے

کورس ۲۰ یوم ۱/۸ روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

نہایت باموقع قابل فروخت دکانیں

غلہ منڈی ربوہ میں چار دکانوں کا ایک سیٹ جس کے آگے کھلا پلاٹ بھی ہے۔ قابل فروخت ہے اس وقت ان دکانوں سے چالیس روپے ماہوار کرایہ وصول ہو رہا ہے نہایت باموقع اور نفع مند جائیداد ہے۔ اب تو عنقریب اسٹیشن بن جائیگا۔ جس سے ان دکانوں کی آمدنی اور بھی بڑھ جائیگی۔ خواہشمند احباب پتہ ذیل پر خط و کتابت کے ذریعہ سودا طے کریں۔

چوہدری منصف خاں صاحب مہتمم دفتر الفضل ربوہ

بہترین تحفہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اور مختلف تقریبات میں اپنی سہیلیوں اور بچوں کو تحفہ دینے کے لئے

نور کا جل

بہترین تحفہ ہے کیونکہ اس سے آنکھیں بیماریوں سے محفوظ بھی رہتی ہیں اور ان میں خوبصورتی اور دلکشی بھی آتی ہے۔

قیمت فی شیشی ۱/۴/- علاوہ ڈاک و پیکنگ

خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

ضروری اعلان

غلہ منڈی میں حمید جنرل سٹورز کا سامان قابل فروخت ہے۔ دکان میں سامان منیاری سٹیشنری کراکری۔ کٹلری وغیرہ۔ معہ فرنیچر موزوں موقعہ اور موزوں جگہ ہے۔ خواہشمند احباب بالمشافہ مجھ سے تصفیہ کریں۔ عبدالحمید

پروپرائیٹر حمید جنرل سٹورز غلہ منڈی ربوہ

اسلام میں جنتی فرقہ کونسا ہے؟

کارڈ آنے پر مفت

عبداللہ الٰہ دین سکندر آباد (دکن)

طارق ٹرانسپورٹ کمپنی

لاہور۔ جوہرآباد۔ بھیرہ۔ برائے ایڈوانس بکنگ فون:۔ لاہور ۷۳۳۴۶ ربوہ ۶۷ سرگودہا ۳۵۲ جوہرآباد ۵۰

ہیڈ آفس: جودھامل بلڈنگ لاہور فون:۔ ۲۷۰۰-۷۰۶۵۵

روٹ														
از لاہور تا سرگودھا	۴-۰	۵-۴۵	۸-۴۵	۱۰-۴۵	۱-۰۰	۴-۱۵	۷-۰۰							
ربوہ تا جوہرآباد	۷-۳۰	۹-۱۵	۱۲-۱۵	۳-۳۰	۴-۳۰	۷-۴۵	۱۰-۳۰							
سرگودھا تا لاہور	۴-۱۵	۶-۱۵	۸-۰۰	۱۱-۱۵	۱-۳۰	۳-۴۵	۵-۱۵							
سرگودھا تا بھیرہ	۵-۴۵	۶-۴۵	۷-۴۵	-۴۵	-۴۵	۱-۴۵	۱۱-۴۵	۲-۴۵	۱-۴۵	۲-۴۵	۳-۴۵	۴-۴۵	۵-۴۵	۶-۴۵
بھیرہ تا سرگودھا	۳-۴۵	۴-۴۵	۵-۴۵	۶-۴۵	۷-۴۵	۸-۴۵	۹-۴۵	۱۰-۴۵	۱۱-۴۵	۱۲-۴۵	۱-۴۵	۲-۴۵	۳-۴۵	۴-۴۵
از جوہرآباد	۲-۳۰	۴-۳۰	۵-۴۵	۹-۰۰	۱۱-۱۵	۱-۱۵	۲-۴۵							

نوٹ:۔ لاہور۔ سرگودھا کے درمیان پانچ گھنٹے ربوہ جوہرآباد کے درمیان اڑھائی گھنٹے سرگودھا بھیرہ کے درمیان ۲ گھنٹے کا سفر ہے

سٹینڈ منیجر طارق ٹرانسپورٹ کمپنی ربوہ

شاہین سیریز

اللہ تعالیٰ کے فضل..... گورنمنٹ پاکستان کی امپورٹ لائسنسنگ کی فراخ دارانہ پالیسی اور گذشتہ تجربات کی بناء پر ہم مصنوعات شائیو میں شاہین سیریز کے اضافہ کا اعلان کرتے ہیں جلسہ سالانہ کے موقع پر احباب کرام ہمارے سٹال واقعہ گولبازار میں تشریف لاویں اور نئی مصنوعات کو استعمال فرما کر اپنے ادارہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں اور اپنی قیمتی رائے سے بھی مطلع فرمائیں۔

شاہین بوٹ پالش } اس وقت تمام قسم کے بوٹ پالش مثلاً کیوی بوٹ پالش۔ چیری بوٹ پالش پاکستان میں ہی تیار ہوتے ہیں۔ ہم نے بھی امریکہ کی کمپنیوں سے قیمتی اجزاء منگوا کر ان تمام پالشوں کے مقابلہ پر تیار کیا ہے۔ استعمال کے بعد اپنی رائے سے مطلع فرمائیے۔

شاہین برلنٹائن } بالوں اور چہرے کی خوبصورتی اور ملائمت کے لئے ایک بہترین تحفہ ہے۔ نہایت عمدہ و دیدہ زیب پیکنگ۔

شاہین پامیڈ و یزلین } اس موسم کے لئے اس کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ اور اس کا ہر گھر میں ہونا لازمی ہے۔

—— اس کے علاوہ شائیو ویزلین پامیڈ۔ شائیو ہیر آئل (ہر خوشبو میں) شائیو بوٹ پالش حسب سابق ہمارے سٹال سے طلب فرماویں۔

مصنوعات شائیو ....

(زیر سرپرستی **فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ ربوہ**)

کلمۃ الحق

خلافتِ راشدہ کے متعلق تحریری مناظرہ

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلالپور جٹاں میں اہل سنت والجماعت کے منتخب مناظر کی حیثیت سے جو شاندار تحریری مناظرہ کیا تھا وہ مکتبہ الفرقان ربوہ سے طلب فرمائیں۔ قیمت ۱۲ر آنے۔

(مینیجر)

مذہبی۔ علمی اور تعلیمی

کتب نیز سٹیشنری

ہر قسم ربوہ میں

احمد برادرز گولبازار ربوہ

سے مل سکتی ہیں۔

طبی مشورہ

اپنی جملہ طبی ضروریات اور اپنی صحت کے متعلق مشورہ اور یونانی طریق علاج سے استفادہ کیلئے خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ میں تشریف لائیں۔

مینیجر خورشید یونانی دواخانہ ربوہ

جاگلے پلز

مردانہ طاقت کی بہترین دوائی جو دل و دماغ اور قوت ہاضمہ کو طاقت بخشتی اور قوت کارکردگی کو بڑھاتی ہے۔

قیمت فی شیشی ۵۰ گولی -/۵ روپے

سرمہ سفید نورانی

بینائی کو تیز کرتا ہے عینک کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتا ہے اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے لئے تریاق۔

قیمت فی شیشی ۶ ماشہ -/۸/۲ ۳ ماشہ -/۴/۱

دواخانہ دار الامان ربوہ

دوستوں کی نگاہ

اور

آپ کا ذوق

فرحت علی جیولرز

سب سے پہلے

مرض الاٹھراء

کی دوا بنانے والے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے شاگرد

نظام جان صاحب

آپ کی خدمت کیلئے انشاء اللہ جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر ربوہ میں عارضی دکان لگائیں گے

مینیجر دواخانہ حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

قابل فروخت قطعات دکان

ایک دکان واقع دار الصدر "الف"

دو کنال زمین واقع دار الصدر "ب"

ایک کنال، دو مرلہ زمین واقع دار الیمن

قابل فروخت ہیں۔ ضرورتمند احباب خاکسار کو ملیں یا بذریعہ خط و کتابت تصفیہ فرما سکتے ہیں۔

خاکسار (کیپٹن) محمد اسلم۔ دار الصدر ربوہ

بخاری شریف

بخاری شریف پارہ سوم مع ترجمہ و شرح چھپ کر تیار ہے جلسہ سالانہ پر اسے ضرور خرید یئے۔ تاکہ بخاری شریف کی شرح جلد مکمل ہو سکے۔ قیمت تین روپے مجلد۔

(ادارۃ المصنفین ربوہ)